عہدِ نبوی ﷺ کا دفاعی نظام اور اس کے اثرات: عصری تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

"The Defensive System of the Prophetic Era and Its Impact: An Analytical Study in Contemporary Perspective"

1. Huzaifa Mahmood	2. Dr. Maqbool Hassan
Teacher at Quran Academy Yasinabad , Karachi	Assist.Prof. Department of Islamic Studies , Bahria University Karachi Campus
Email: huzaifamehmood1408@gmail.com	**Email:** maqboolhassan.bukc@bahria.edu.pk

To cite this article:

1. Huzaifa Mahmood 2. Dr. Maqbool Hassan

, July – Dec Vol.5 Issue .2 (2024) Urdu

عہدِ نبوی ﷺ کا دفاعی نظام اور اس کے اثرات: عصری تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

"The Defensive System of the Prophetic Era and Its Impact: An Analytical Study in Contemporary Perspective"

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *5*(2),77-89 Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

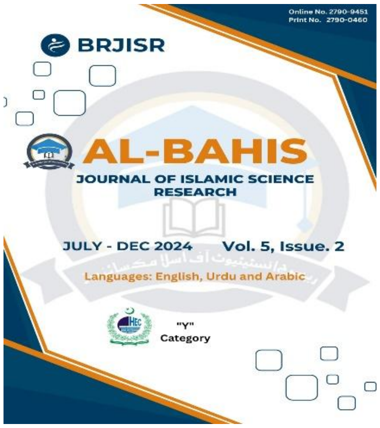

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

عہدِ نبوی ﷺ کا دفاعی نظام اور اس کے اثرات: عصری تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

"The Defensive System of the Prophetic Era and Its Impact: An Analytical Study in Contemporary Perspective"

Abstract

The life of the Prophet Muhammad (PBUH) serves as a guiding light and a model for Muslims in every aspect of life, including defense and statecraft. This research paper delves into the defensive system established by the Holy Prophet (PBUH) during his time in Makkah and Madina , highlighting their significance and relevance for contemporary societies. Utilizing a qualitative and analytical approach the study examines how the Prophet (PBUH) navigated the challenges posed by hostile forces, internal conflicts, and external threats, establishing a robust and comprehensive defense system that ensured the survival and growth of the early Muslim community. In Makkah, the Prophet (PBUH) adopted a strategy of patience, resilience, and covert propagation of Islam. In addition to other strategies, the Prophet (PBUH) also introduced innovative military tactics, such as the digging of the trench (Khandaq) during the Battle of the Trench, which effectively thwarted enemy advances. Additionally, the Treaty of Hudaybiyah exemplifies the Prophet’s (PBUH) diplomatic acumen, demonstrating how peace treaties can serve as a means to secure long-term stability and growth. The paper also explores the economic and administrative dimensions of the Prophet’s (PBUH) defense strategy, emphasizing the importance of self-sufficiency, internal security, and social cohesion. By analyzing key events such as the Battles of Badr, Uhud, and Tabuk, the study highlights the lessons of unity, discipline, and reliance on divine assistance in overcoming challenges. The findings of this research underscore the timeless relevance of the Prophet’s) PBUH (defensive strategies, offering valuable insights for modern states in addressing internal and external threats. The paper concludes with recommendations for contemporary societies, advocating for the adoption of the Prophet’s) PBUH (principles of strategic planning, diplomacy, and community resilience to ensure stability and prosperity. This study serves as a reminder of the enduring wisdom of the Prophetic life and his exemplary leadership in times of crisis.

Keywords: Defense System, Islamic Statecraft, Hijra (Migration), Battles (Ghazwat), Diplomatic Alliances, Military Tactics, Resilience and Patience.

تعارف:

پیغمبر اعظم و آخر محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی مسلمانوں کے لیے مشعل راہ اور نمونہ حیات ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں زندگی کے ہر گوشے سے متعلق ہمیں وافر مقدار میں تفصیلی راہ نمائی فراہم کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی بھی انہی مبارک سلسلوں میں سے ایک ہے، جس میں غور و خوض کر کے ہمارے لیے حکمت و بصیرت کے نئے دریچے ہر دم کھلتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی سنگلاخ پہاڑیوں کے دامن میں رہ کر ان پہاڑوں سے بھی بڑی اور گہری کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کے نہ ختم ہونے والے سلسلوں کے سامنے ایسی مضبوط اور پائیدار دفاعی حکمتِ عملی اختیار فرمائی، جس کے ذریعے نا صرف مسلمانوں کا وجود بھی اپنی جگہ برقرار رہا بلکہ اتنی اسلام مخالف سازشوں کے باوجود اسلام بھی ترویج پاتا رہا، گویا بادِ مخالف کے تیز و تند جھونکوں کے باوجود بھی یہ عقاب مزید اونچا اڑتا چلا گیا اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ مزید کفار حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے گئے تاآنکہ رسول اللہ ﷺ نے رفتہ رفتہ مختلف ٹولیوں اور جماعتوں کی صورت میں مسلمانوں کو مدینے بھجوا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا سفر ہجرت بھی دفاعی حکمت عملی اور دفاعی تدبیروں کے لحاظ سے بے شمار دروس و اسباق کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ پھر مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کا یہودیوں سے میثاقِ مدینہ کی صورت میں معاہدۂ امن کرنا اور مسلمانوں کے درمیان مواخاتِ مدینہ قائم کرنا، اندرونی اور بیرونی خطرات کے خلاف قلعہ بندی کرنے کے مترادف عمل تھا۔

آپ ﷺ کا قریش مکہ کے تجارتی راستوں کی ناکہ بندی کا فیصلہ بھی دراصل ریاستِ مدینہ کے دفاع کے لیے ہی تھا۔ آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کے لیے اس قدر منظم اور پائیدار دفاعی حکمتِ عملی تشکیل دی کہ جس کی بدولت مدینے جیسی چھوٹی ریاست بھی تمام اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ ہو گئی تھی، کفارِ مکہ سمیت غطفان و خیبر جیسے خطرناک ہمسایوں سے لے کر قیصر و کسریٰ کے درباروں تک سب ہی اسلام کی بحالیٔ رفتہ کا نظارہ ہی کرتے رہے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے اپنی منظم اور متحرک دفاعی و عسکری حکمت عملی کے ذریعے اسلام کے نور سے خود انہی کے آنگن کو بھی منور کر دیا۔

تحقیقی سوالات:

اس مطالعے میں مندرجہ ذیل سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

1. عہدِ نبوی ﷺ کے مکی دور کی دفاعی حکمتِ عملی کیا تھی؟
2. عہدِ نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ نے کونسی دفاعی حکمتِ عملی کو اختیار کر کے ریاستِ مدینہ کو مستحکم اور ناقابل تسخیر بنایا؟
3. عصرِ حاضر میں رسول اللہ ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی کو کس طرح اختیار کیا جا سکتا ہے؟
4. دفاعی لحاظ سے کمزوری ریاست کے عدمِ استحکام پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟

مطالعہ کے مقاصد:

اس مطالعہ کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل مقاصد رہے ہیں۔

1. عہدِ نبوی ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی کی اہمیت کا جائزہ لینا۔
2. عہدِ نبوی ﷺ میں قائم دفاعی حکمتِ عملی کی نئی جہتوں کا مطالعہ کرنا۔
3. آپ ﷺ کے دفاعی اصولوں کے تحت بچاؤ کے مختلف طریقوں کو سمجھنا۔
4. سیرت النبی ﷺ کا جائزہ لے کر سربراہِ ریاست کی مختلف ذمہ داریوں پر غور کرنا۔

مطالعہ کی اہمیت:

- یہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قائم کردہ دفاعی حکمت عملی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتی ہے۔
- شریعت اسلامیہ میں موجود دفاعی لائحہ عمل کو طے کر کے موجودہ دور میں اس کی اہمیت کا تعین کرتی ہے۔
- ریاستی سطح پر پائیدار اور مضبوط دفاعی حکمت عملی کے قیام میں موجود مختلف عملی پہلوؤں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

تحقیقی طریقہ کار:

اس مطالعے میں معیاراتی طرزِ تحقیق اور تجزیاتی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے، قرآنی آیات، سنت مبارکہ اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ''رسول اللہ ﷺ کی دفاعی حکمتِ عملی'' کے اصولوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے پرکھا گیا ہے اور موجودہ دور میں اس کے عملی اور اطلاقی پہلوؤں کو سامنے رکھ کر سربراہِ ریاست اور اس کے ذیلی اداروں کو سفارشات کی صورت میں رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

مباحثِ مطالعہ:

عہد نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کا اختیار کردہ دفاعی نظام

عہد نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ "دفاعی نظام" سے مراد ایک ایسی جامع اور متوازی منصوبہ بندی ہے جو آپ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے دور میں مسلمانوں کے تحفظ، اسلامی ریاست کی بقا، اور اسلام کے فروغ کے لیے اپنائی۔ یہ نظام صرف عسکری پہلوؤں تک محدود نہیں تھا، بلکہ اس میں انتظامی، سیاسی، سماجی، اور اقتصادی پہلوؤں کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے دفاعی نظام کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو داخلی و خارجی خطرات سے محفوظ رکھنا، اسلامی ریاست کو مستحکم کرنا، اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو یقینی بنانا تھا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی دفاعی حکمت عملی یہ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے مختلف تدابیر اور منصوبے تیار کیے تاکہ دشمنوں کے حملوں سے بچا جاسکے اور مسلمانوں کو ایک محفوظ ماحول فراہم کیا جاسکے۔ یہ حکمت عملی مختلف صورتوں میں سامنے آئی، جن میں جنگی تدابیر، معاہدات، تبلیغ، اور سفارتکاری شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی 23 سالہ نبوت کی زندگی میں 13 سال مکہ میں اور 10 سال مدینہ منورہ میں بسر ہوئے۔ مکی زندگی ایمان استقلال اور صبر سے عبارت ہے۔ کلمہ طیبہ کے بعد ارکان دین میں سے صلوۃ کے ذریعے تزکیۂ قلب و نفس کیا جاتا رہا۔ حیاتِ طیبہ کا مدنی دور غلبۂ اسلام کا زمانہ ہے۔ یہاں دیگر تین ارکانِ دین روزہ، زکوۃ اور حج کے علاوہ جہاد کے احکام بھی آئیں۔ اسی ضمن میں رسول اللہ نے ایک نہایت مستحکم اور متوازی دفاعی حکمت عملی اختیار فرمائی جو ہمارے لیے اسوہ حسنہ کے مصداق مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْم [1]

''بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں ."

اسی طرح سنت نبوی میں آپ ﷺ کے متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے قدم قدم پر امت کی حفاظت کے لیے ایسی مدبرانہ حکمت عملی اختیار فرمائی کہ جیسے ماں اپنے بچوں کی حفاظت فرماتی ہے اور انکی ہر تکلیف خود ماں پر شاق گزرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ نہ صرف روحانی اور اخلاقی رہنمائی کا سرچشمہ ہے بلکہ قیادت، حکمرانی اور دفاعی حکمت عملی میں بھی بے مثال نمونہ پیش کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے جنگ اور دفاع کے اصول نہ صرف اسلامی ریاست کے تحفظ کے لیے وضع کیے بلکہ دشمن سے بچاؤ اور امن کے قیام کے لیے بھی حکمت عملی اپنائی۔ یہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی دفاعی حکمت عملی کے بنیادی اصولوں، ان کے عملی اطلاق اور جدید دنیا کے لیے ان کی افادیت کا جائزہ لے گی۔

---

[1] القرآن: 128:09، ترجمہ: فتح محمد جالندھریؒ (کراچی؛ فاران فاؤنڈیشن ۲۰۱۸ء)

Al-quran, 09:128 translated by Molana Fatah Muhammad Jalindhari (Karachi: Faran Foundation 2018)

مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی دفاعی تدابیر:

رسول اللہ ﷺ کے مکی دور میں صبر، تحمل، اور حکمت کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات کو یکجا کیا گیا۔ مکہ کا دور اسلام کے ابتدائی سالوں پر محیط ہے، جب مسلمان کمزور تھے اور قریش کی طرف سے انہیں شدید مخالفت اور اذیت کا سامنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی اسلام کے ابتدائی دور پر محیط ہے، جب آپ ﷺ نے مکہ میں اسلام کی دعوت دی اور قریش کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کیا۔ اس دور میں آپ ﷺ کی حکمت عملی صبر و تحمل، خفیہ تبلیغ، اور مسلمانوں کے تحفظ پر مبنی تھی۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس دور کے واقعات اور اسباق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس دور میں رسول اللہ ﷺ نے دفاعی حکمت عملی کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا بلکہ اسلام کی تبلیغ کو بھی جاری رکھا۔

1. صبر و تحمل کا مظاہرہ:

مکی دور میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے صبر و تحمل کی حکمت عملی اپنائی۔ قریش کی طرف سے مسلمانوں کو شدید اذیتیں دی گئیں، لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ پرامن طریقے سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو صبر کی تلقین کی اور انہیں ظلم کے جواب میں تشدد سے گریز کرنے کی ہدایت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.[2]

"مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کا ہر کام خیر ہے، اور یہ صرف مومن کے لیے ہے۔ اگر اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے، اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔"

یہ حکمت عملی مسلمانوں کو جذباتی ردعمل سے بچانے اور اسلام کی دعوت کو جاری رکھنے کے لیے انتہائی اہم تھی۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: واصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ"[3]

"اور صبر کرو، اور تمہارا صبر صرف اللہ کی مدد سے ہوگا، اور ان پر رنجیدہ نہ ہو، اور ان کی چالوں سے تنگ دل نہ ہو"۔

2. دار الارقم کا انتخاب:

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ایک خفیہ مرکز کے طور پر دار الارقم کو منتخب کیا۔ یہ جگہ مکہ کے ایک پہاڑ پر واقع تھی اور یہاں آپ ﷺ اپنے صحابہ کو تعلیم دیتے تھے۔ دار الارقم کا انتخاب ایک دفاعی حکمت عملی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کو قریش کے ظلم و ستم سے بچانا اور اسلام کی تعلیمات کو محفوظ طریقے سے پھیلانا تھا۔ یہ جگہ قریش کی نظروں سے اوجھل تھی، جس کی وجہ سے مسلمان یہاں پرامن طریقے سے جمع ہو سکتے تھے۔ مشرکین مکہ جب اسلام کے پھیلاؤ کو کسی طرح بھی نہ روک سکے تو انہوں نے کمزور ضعفائے اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں آزادانہ نماز ادا کرنے سے روکتے، ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن میں خلل انداز ہوتے، دست درازی کرتے اور اکثر ان کا رویہ انتہائی گستاخانہ ہوتا تھا۔ حالات اس قدر نازک ہو چکے تھے کہ مسلمانوں کے لئے گوشوں اور گھاٹیوں تک میں محفوظ اور آزادانہ طور پر عبادت اور نماز کا ادا کرنا ممکن نہ تھا۔

---

[2] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، (بیروت: دار ابن حزم، ۲۰۰۳ء/۱۴۲۳ھ) کتاب الاخلاق، حدیث نمبر 2092
Muslim bin Hajjaj, Sahi Muslim,(Beirut:Dar ul Kutub il ilmiyah,2003 A.D) Kiab al Akhlaq, Hadih no. 2092

[3] القرآن: 16:127، ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھری (کراچی: فاران فاؤنڈیشن ۲۰۱۸ء)
Al-Quran, 16: 127, translated by Molana Fatah Muhammad Jalindhari (Karachi: Faran Foundation 2008)

دراصل اس وقت ایسے سنگین حالات تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کو لے کر دارِ ارقم میں پناہ گزین ہونا پڑا تاکہ مسلمان پورے انہماک سے اپنے ربّ کے حضور اپنی جبین نیاز کو جھکا سکیں، چنانچہ جلد ہی دارِ ارقم اسلام اور دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا، جہاں پر نہ صرف لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا جاتا تھا بلکہ ان کی مناسب تعلیم وتربیت اور تزکیۂ نفس بھی کیا جاتا تھا، ابنِ سعد کی روایت ہے:

''كان النبي ﷺ يسكن فيها في أول الإسلام وفيها يدعو الناس إلى الإسلام فأسلم فيها قوم كثير''

''رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام میں ہی اس مکان (دارِ ارقمؓ) میں رہتے تھے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بہت سے لوگوں نے یہاں اسلام قبول کیا۔[4]"

ابن جریر طبری بھی مکی عہدِ نبوت میں 'دارِ ارقم' کو دعوتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیتے ہیں جہاں پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ حضرت ارقمؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وكان داره على الصفا، وهي الدار التي كان النبي ﷺ يكون فيها في أول الإسلام وفيها دعا الناس إلى الإسلام فأسلم فيها قوم كثير''

"حضرت ارقمؓ کا گھر کوہِ صفا پر واقع تھا اور یہی وہ گھر ہے جہاں آغازِ اسلام میں رسول اللہ ﷺ رہا کرتے تھے۔ یہیں پر آپ ﷺ لوگوں کو دعوتِ اسلام دیا کرتے تھے اور یہاں پر بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔"[5]

3. خفیہ تبلیغ:

مکہ کے دور میں رسول اللہ ﷺ نے خفیہ تبلیغ کی حکمت عملی اپنائی۔ آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے خفیہ طریقے سے کام کیا۔ یہ حکمت عملی قریش کی مخالفت کے پیش نظر انتہائی ضروری تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور قابل اعتماد افراد کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں خفیہ طور پر تبلیغ کرنے کی ہدایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی، پھر میں نے خفیہ طور پر دعوت دینا شروع کی۔"[6]

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہؓ کو بھی خفیہ تبلیغ ہی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دے، وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کھلم کھلا دعوت دے اور پھر اسے نقصان پہنچے۔[7]"

4. قریش کے ساتھ مذاکرات:

رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں قریش کے ساتھ مذاکرات کی کوشش بھی کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام امن اور بھلائی کا دین ہے۔ اگرچہ قریش نے آپ ﷺ کی بات نہیں مانی، لیکنیہ مذاکرات ایک دفاعی حکمت عملی تھی جس کا مقصد قریش

---

[4] تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ابن سعد، 2423، المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم 5023 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 2003ء)
Tazkirah Arqam bin abi al arqam Ibn-e-Saad, 2423, Almusadrak, tazkirah Arqam bin abi al arqam, 5023(Beirut: Dar Ul kutub il-Almiyah 2003)

[5] تاریخ الامم والملوک، الطبری، محمد بن جریر، 2303، (تہران: المطبعۃ الحسینیۃ 2008ء)
Tareek al umam wal Mamluk, Al-tabri, Muhammad bin Jareer, 2303, (Tehran: Almaba'tul Husainia 2008)

[6] صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل، (بیروت: دار ابن کثیر 1987ء)، کتاب المناقب، حدیث: 3851
Muhammad ibn Ismail al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, (Beirut: Dar Ibn Kathir, 1987), Kitab Al Manaqib, Hadith3851.

[7] سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ، محمد بن یزید، (بیروت: دار ابن کثیر 1987ء)، حدیث 51
Sunan Ibn Maja, Ibn Maja, Muhammad bin Yazid ,(Beirut: Dar Ibn Kathir, 1987) Hadih 51

کو جنگ اور تشدد سے روکنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے دور میں صحابہ کرام کی روحانی اور اخلاقی تربیت پر خاص توجہ دی۔ آپ ﷺ نے انہیں صبر، تحمل، اور استقامت کی تعلیم دی۔ یہ تربیت مسلمانوں کو قریش کے ظلم وستم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرتی تھی اور انہیں مضبوط بناتی تھی۔

5. ہجرت کا فیصلہ:

جب قریش کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی اور مسلمانوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کا فیصلہ کیا۔ یہ ایک دفاعی حکمت عملی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کو محفوظ ماحول فراہم کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حبشہ اور بعد میں مدینہ کیطرف ہجرت کرنے کی ہدایت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب قریش کی طرف سے مسلمانوں کو شدید اذیت پہنچی تو میں نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔"[8]

ہجرت کا یہ فیصلہ نہ صرف مسلمانوں کے تحفظ کے لیے تھا بلکہ یہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بھی ایک اہم قدم تھا۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةًؕ-وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت کر گئے ہیں اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا، ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے، اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔"[9]

مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کی دفاعی حکمت عملی کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنا اور اسلام کی دعوت کو جاری رکھنا تھا۔ آپ ﷺ نے صبر و تحمل، خفیہ مراکز کا قیام، ہجرت کا فیصلہ، خفیہ تبلیغ، مذاکرات، اور صحابہ کرام کی تربیت جیسی حکمت عملیوں کے ذریعے مسلمانوں کو قریش کے ظلم و ستم سے بچایا۔ یہ حکمت عملی نہ صرف اسلام کی بقا کے لیے انتہائی اہم تھی بلکہ یہ ہمارے لیے بھی ایک روشن مثال ہے کہ کیسے مشکل حالات میں صبر، حکمت، اور عملی اقدامات کے ذریعے کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مکی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی صبر و تحمل، خفیہتبلیغ، اور مسلمانوں کے تحفظ پر مبنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے یہ واقعات ہمارے لیے ایک روشن مثال ہیں، جن پر عمل کر کے ہم اپنی زندگیوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

مدینہ کی دفاعی حکمت عملی:

مدینہ منورہ، مکہ کے شمال میں واقع ہے اور یہ شہر زراعت کے لحاظ سے بہت اہم تھا۔ مدینہ میں مختلف قبائل آباد تھے جن میں اوس اور خزرج قبیلے سب سے اہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی جس کا مرکز مسجد نبوی تھا۔ مدینہ میں اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی حکمت عملی کا مقصد مسلمانوں کی حفاظت اور مدینہ کی ریاست کی بقا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھدوا کر شہر کو محفوظ بنایا، جسے جنگ خندق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل اور گروہوں کے ساتھ معاہدات کیے تاکہ مدینہ پر حملے کی صورت میں اتحاد قائم رکھا جاسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی میں جنگ سے بچنے کی کوشش اور مذاکرات کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنا بھی شامل تھا۔ ان تدابیر کے ذریعے اللہ کے رسول نے مدینہ کی ریاست کو محفوظ اور مستحکم بنایا۔[10] ذیل میں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں اختیار کردہ دفاعی حکمتِ عملی کو تفصیلاً پیش کیا جارہا ہے:

1. مسجد نبوی کا قیام:

---

[8] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (بیروت: دار ابن حزم، ۲۰۰۳ء/۱۴۲۳ھ) کتاب المناقب، حدیث 3852
Sahi Bukhari, Muhammad bin Ismaiel, (Beirut:Dar ul Kutub il ilmiyah,2003 A.D) Kitab Al Manaqib, Hadih 3852

[9] القرآن، سورۃ النحل: 16:41، ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھریؒ (کراچی؛ فاران فاؤنڈیشن ۲۰۱۸ء)
Al-Quran, 41: 16, translated by Molana Fatah Muhammad Jalindhari(Karachi: Faran Foundation 2008)

[10] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (قاہرہ؛ مصطفی الباب الحلبی، 1955) ج3، ص252
Ibn Hisham, Al-Sirah al-Nabawiyyah, ed. Mustafa al-Saqqa (Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955), V.3 , P. 252

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں سب سے پہلے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد نہ صرف عبادت گاہ تھی بلکہ یہ اسلامی ریاست کا مرکز بھی تھی۔ یہاں سے دفاعی اور انتظامی معاملات کو منظم کیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی کے قیام کے بارے میں کئی احادیث موجود ہیں۔ ایک مشہور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: "دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ"، فَوَقَفَتْ عِنْدَ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ، فَبُنِيَ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ.

"جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور فرمایا: 'اس (اونٹنی) کو چھوڑ دو، یہ جہاں بیٹھے گی، وہیں ٹھہر جاؤ، کیونکہ یہ اللہ کے حکم سے چل رہی ہے۔' پس وہ اونٹنی مسجد کی جگہ پر جا کر ٹھہر گئی، اور وہیں نبی کریم ﷺ کی مسجد بنائی گئی۔"[11]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر اللہ کے رسول کی سب سے پہلی ترجیح تھی تاکہ مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی مقام میسر ہو جہاں وہ عبادت کر سکیں اور اجتماعی امور انجام دے سکیں۔

2. مواخات کا نظام:

کسی بھی علاقے کی ترقی کے لیے نسلی اور لسانی تعصب بہت بڑی رکاوٹ ہوتا ہے۔ عموماً پرانی علاقائی آبادی نو آبادی والے قبائل اور نووارد لوگوں کو آسانی سے تسلیم نہیں کرتی، چنانچہ مدینہ منورہ پہنچتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا نظام قائم کیا، اس نظام کے تحت ہر مہاجر کو ایک انصار کا بھائی بنایا گیا تاکہ وہ آپس میں خوب اچھی طرح گھل مل جائیں اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔"12

یہ ایک دفاعی حکمت عملی تھی جس کا مقصد مہاجرین کو معاشی اور سماجی تحفظ فراہم کرنا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

"اور جو لوگ ان سے پہلے مدینہ کو گھر بنانے والے اور ایمان لانے والے تھے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں، اور ان کے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے جو انہیں دیا گیا ہے، اور وہ اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود ضرورت ہو، اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا، تو وہی کامیاب ہیں۔"[13]

3. جاسوسی اور معلومات کا نظام:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ایک موثر جاسوسی اور معلومات کا نظام قائم کیا۔ اس نظام کے ذریعے دشمنوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھی جاتی تھی اور ضرورت پڑنے پر فوری اقدامات کیے جاتے تھے۔ اس ضمن میں سفرِ ہجرت میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور غزوہ احد میں حضرت عباسؓ کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ غزوہ خندق میں تو حضرت حذیفہ بن یمان کے کردار سے متعلق ہمیں واضح طور پر ملتا ہے:

---

[11] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، تحقیق مصطفی دیب البغا (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)، کتاب المغازی، حدیث 2142
Sahi Bukhari, Muhammad bin Ismaiel,ed. Mustafa Dib al-Bugha (Beirut: Dar Ibn Kathir, 1987), Kitab Al Mamaghazi, Hadih 2142

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث 3777
Sahi Bukhari, Muhammad bin Ismaiel, Kitab Al Raqaq, Hadih 3777

[13] القرآن، 59:09، ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھریؒ (کراچی: فاران فاؤنڈیشن ۲۰۱۸ء)
Al-Quran, 59: 09, translated by Molana Fatah Muhammad Jalindhari(Karachi: Faran Foundation 2008)

عن حذيفة قال: "بعثني النبي ﷺ عينًا إلى القوم، فلما رجعت دعاني فأخبرته خبر القوم".

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ نے مجھے دشمن کی جاسوسی کے لیے بھیجا، جب میں واپس آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور میں نے دشمن کی خبر دی۔[14]"

4. عسکری تربیت اور تیاری:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو عسکری تربیت دی اور انہیں ہر وقت تیار رہنے کی تلقین کی۔ آپ ﷺ نے مختلف غزوات اور سرایا میں صحابہ کرامؓ کو عملی تجربہ حاصل کرنے کا موقع دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مختلف غزوات اور سرایا میں دفاعی حکمت عملی کا بہترین مظاہرہ کیا۔ ان غزوات میں بدر، احد، خندق اور دیگر شامل ہیں:

1. غزوہ بدر:

غزوہ بدر اسلام کی پہلی بڑی جنگ تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے دفاعی حکمت عملی کا بہترین مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ پانی کے کنوؤں پر قبضہ کرلیں تاکہ دشمن کو پانی کی کمی کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے حملے کا انتظار کریں اور دفاعی پوزیشن میں رہیں۔[15] اس سے ہمیں سبق ملتا ہے:

- جنگی دفاع کے لیے میدانِ جنگ میں مناسب اور موزوں ترین جگہ کا حصول اور بہترین پوزیشن کی تلاش دفاعی حکمتِ عملی کی کامیابی کے لیے نہایت ضروری ہے۔
- اسی طرح غزوہ بدر میں مسلمان تعداد اور وسائل کے لحاظ سے کمزور تھے، لیکن انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور فتح حاصل کی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکلات کے وقت اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔
- مسلمانوں نے متحد ہو کر لڑائی لڑی اور فتح حاصل کی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اتحاد اور یکجہتی کامیابی کی کنجی ہے۔

بعد ازاں اللہ رب العزت نے فرشتوں کا بھی نزول فرمایا، جو مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ ہو کر لڑتے،، جس کی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آتا ہے:

عن عمر بن الخطاب قال: قال النبي ﷺ: "هذا جبريل آخذ برأس فرسه عليه أداة الحرب

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ جبرائیل ہیں، جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں اور ان پر جنگی ساز و سامان ہے۔[16]"

بالآخر رسول اللہ کی بے مثال عسکری حکمتِ عملی اور نصرتِ خداوندی کی بدولت مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح و کامرانی نصیب ہوئی۔

---

[14] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فواد عبد الباقی (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیہ، 1955)، کتاب الجھاد، حدیث 1788
Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, ed. Muhammad Fu'ad Abd al-Baqi (Cairo: Dar Ihya al-Kutub al-Arabiyyah, 1955), Book of Jihad, Hadith 1788

15 الواقدی، کتاب المغازی، (لندن: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1966) جلد نمبر 05، صفحہ نمبر 109
Al-Waqidi, Kitab al-Maghazi, ed. Marsden Jones (London: Oxford University Press, 1966),. V.5 , P 9

16 محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، تحقیق مصطفی دیب البغا (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)، کتاب المغازی، حدیث 3995
Muhammad ibn Ismail al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, ed. Mustafa Dib al-Bugha (Beirut: Dar Ibn Kathir, 1987), Book of Military Expeditions, Hadith 3995.

2. غزوہ احد

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ نے پہاڑی علاقے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دفاعی حکمت عملی اپنائی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور دشمن کے حملے کا انتظار کریں۔ اگرچہ اس جنگ میں مسلمانوں کو ابتدائی فتح حاصل ہوئی، لیکن بعد میں کچھ غلطیوں کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی تکفین وتدفین سے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: "يدفن شهداء أحد في دمائهم ولا يغسلون".

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "احد کے شہداء کو ان کے خون کے ساتھ دفن کیا جائے گا اور انہیں غسل نہیں دیا جائے گا۔"[17]

اس غزوہ سے ہمیں سبق ملتا ہے:

- چونکہ غزوہ احد میں کچھ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کی، جس کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ قائد کے احکامات کی پابندی ضروری ہے۔ میدانِ جنگ سمیت کسی بھی مہم یا معرکے میں امیر کی اطاعت اور نظم وضبط کی پابندی کس قدر ضروری ہوتی ہے۔
- مسلمانوں نے مشکلات کے باوجود صبر کا مظاہرہ کیا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکلات میں صبر اور استقامت سے کام لینا چاہیے۔
- غزوہ احد میں ہونے والی غلطیوں سے مسلمانوں نے سبق سیکھا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ غلطیوں سے سبق لے کر اپنے آپ کو بہتر بنانا چاہیے۔

3. غزوہ خندق:

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے ایک نئی دفاعی حکمت عملی اپنائی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھودیں۔ یہ خندق دشمن کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی اور انہیں شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بغیر کسی بڑے نقصان کے فتح حاصل ہوئی۔[18] اس سے ہمیں سبق ملتا ہے:

- رسول اللہ ﷺ نے خندق کھود کر ایک نئی دفاعی تکنیک اپنائی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ نئی‌نئی تدابیر اور جدید حکمتِ عملی سے مشکلات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔
- مسلمانوں نے مل کر خندق کھودی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اجتماعی کوششوں سے بڑے چیلنجز کا سامنا کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس غزوے کے دوران مسلمانوں کو سخت غذائی قلت اور بھوک کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا، جیسا کہ ہمیں اس حدیث میں ملتا ہے:

عن جابر قال: "رأيت النبي ﷺ شد على بطنه حجرًا من الجوع يوم الخندق".

---

[17] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیہ، 1955) کتاب الجنائز، حدیث 1164
Book of ‹Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, (Cairo: Dar Ihya al-Kutub al-Arabiyyah, 1955) Funerals, Hadith 1164

[18] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (قاہرہ؛ مصطفی الباب الحلبی، 1955) جلد نمبر 03، صفحہ نمبر 328
Ibn Hisham, Al-Sirah al-Nabawiyyah, ed. Mustafa al-Saqqa (Cairo: Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955) V.3 , P.328

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: "میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا، خندق کے دن[19]۔"

- غزوہ خندق میں اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور دشمن کو شکست دی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ کی مدد پر یقین رکھنا ہی کامیابی کا ذریعہ ہے اور مومن کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

4. صلح حدیبیہ :

صلح حدیبیہ 6 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی۔ اس معاہدے کے تحت 10 سال کے لیے جنگ بندی ہوئی اور مسلمانوں کو اگلے سال عمرہ کرنے کی اجازت دی گئی۔ یہ ایک اہم معاہدہ تھا، جس میں رسول اللہ ﷺ نے دفاعی حکمت عملی کا مظاہرہ کیا۔ اس معاہدے کے تحت دس سال کے لیے جنگ بندی ہو گئی۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کے لیے ایک بڑی کامیابی تھی کیونکہ اس کے بعد اسلام کو پھیلنے کا موقع ملا اور مسلمانوں کو امن و امان کا ماحول میسر آیا۔ اس سے ہمیں حسبِ ذیل اسباق ملتے ہیں:

- صلح حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر اور حکمت سے کام لیا، جو بتاتا ہے کہ مشکل حالات میں صبر اور تدبیر سے کام لینا چاہیے۔
- یہ معاہدہ بتاتا ہے کہ جنگ سے بچنے اور امن قائم کرنے کے لیے صلح ایک بہترین راستہ ہو سکتا ہے۔
- معاہدہ ظاہر میں مسلمانوں کے حق میں نہیں لگتا تھا، لیکن بعد میں یہ فتح مبین ثابت ہوا، جو بتاتا ہے کہ اللہ کی مدد ہر حال میں شامل ہوتی ہے۔

5. فتح مکہ:

فتح مکہ 8 ہجری میں ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 10,000 صحابہ کے ساتھ مکہ فتح کیا۔ یہ فتح بغیر کسی خونریزی کے ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا:

عن عبد اللہ بن أبي أوفى قال: "لما كان يوم الفتح، قال النبي ﷺ: 'لا تثريب عليكم اليوم، يغفر الله لكم'".

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں: "جب فتح مکہ کا دن آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے[20]۔'"

اس سے ہمیں یہاں یہ اسباق ملتے ہیں:

- فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا، جو بتاتا ہے کہ انتقام لینے کے بجائے درگذر کرنا بہتر ہے۔
- فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین منصوبہ بندی کی، جو بتاتا ہے کہ کامیابی کے لیے منصوبہ بندی ضروری ہے۔
- فتح مکہ اللہ کی مدد سے ہوئی، جو بتاتا ہے کہ کامیابی کا اصل ذریعہ اللہ کی تائید ہے۔

6. غزوہ تبوک:

غزوہ تبوک 9 ہجری میں پیش آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی سلطنت کے خلاف جنگ کی تیاری کی۔ یہ غزوہ سخت گرمی اور مشکلات کے باوجود ہوا، لیکن رومیوں نے مقابلہ نہیں کیا۔ اس سے ہمیں یہ اسباق ملتے ہیں:

- صحابہ کرام نے غزوہ تبوک کے لیے اپنا مال اور جان قربان کر دی، جو بتاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں قربانی دینا ضروری ہے۔

---

[19] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الأشربة، حدیث 2040
Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Book of Drinks, Hadith 2040

[20] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، حدیث 1739
Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Book of Jihad, Hadith 1739

- غزوہ تبوک میں مسلمانوں نے مکمل تیاری کی، جو بتاتا ہے کہ ہر مشکل کے لیے تیار رہنا چاہیے۔
- غزوہ تبوک میں منافقین کا کردار سامنے آیا، جو بتاتا ہے کہ ایمان میں اخلاص ضروری ہے۔

مدینہ کا دفاعی نظام:

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مضبوط اور منظم انتظامی دفاعی حکمت عملی تشکیل دی، جس کا مقصد اسلامی ریاست کو داخلی و خارجی خطرات سے محفوظ رکھنا تھا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کو مرکزِ حکومت بنایا، جہاں سے انتظامی، عسکری، اور سماجی معاملات کو منظم کیا جاتا تھا۔ مواخاتِ مدینہ کے ذریعے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا، جس سے معاشرتی یکجہتی اور اتحاد کو فروغ ملا۔ آپ ﷺ نے معاہدات کے ذریعے یہودی قبائل اور دیگر ہمسایہ قبیلوں کے ساتھ امن قائم کیا، تاکہ بیرونی خطرات کو کم کیا جا سکے۔ جاسوسی اور معلومات کا نظام قائم کر کے دشمنوں کی حرکات پر نظر رکھی گئی، جبکہ عسکری تربیت اور تیاری کو یقینی بنایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ جامع حکمت عملی نہ صرف مدینہ کو محفوظ بنانے میں کامیاب رہی، بلکہ یہ آج بھی ریاستی انتظام و دفاع کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔[21]

ریاستِ مدینہ کا اقتصادی استحکام ودفاع:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اقتصادی استحکام کے لیے مختلف اقدامات کئے۔ آپ ﷺ نے زراعت، تجارت اور صنعت کو فروغ دیا تاکہ مسلمانوں کو معاشی خود کفالت حاصل ہو۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے زکوٰۃ اور صدقات کا نظام قائم کیا تاکہ غریبوں کی مدد کی جا سکے۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ اور مدینہ کی دفاعی حکمت عملی ایک جامع اور متوازن منصوبہ بندی پر مبنی تھی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف عسکری بل کہ انتظامی، سیاسی اور سماجی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دفاعی حکمت عملی تیار کی۔ آپ ﷺ کی حکمت عملی کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنا اور اسلام کو پھیلانا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور اقدامات ہمارے لیے ایک روشن مثال ہیں جن پر عمل کر کے ہم اپنی دفاعی اور انتظامی معاملات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث اور کلیدی نتائج

رسول اللہ ﷺ کا قائم کردہ مکی اور مدنی دفاعی نظام ایک جامع اور متوازن منصوبہ بندی پر مبنی تھا۔ جس میں عسکری، انتظامی، سیاسی اور سماجی پہلوؤں کو یکجا کیا گیا تھا۔ مکی دور میں آپ ﷺ نے صبر و تحمل، خفیہ مراکز کا قیام (جیسے دار الارقم)، اور ہجرت جیسی حکمت عملیوں کے ذریعے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے قیام، مواخات کے نظام، جاسوسی کے موثر نظام، اور عسکری تربیت جیسے اقدامات کے ذریعے ایک مضبوط اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس مطالعہ کے کلیدی نتائج حسبِ ذیل ہیں۔

1. مکی دور میں رسول اللہ ﷺ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا۔ یہ حکمت عملی ابتدائی دور میں اسلام کی بقا کے لیے انتہائی اہم تھی۔ جب مکہ میں مسلمانوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کا فیصلہ کیا۔ یہ ایک دفاعی اقدام تھا جس کا مقصد مسلمانوں کو محفوظ ماحول فراہم کرنا تھا۔
2. غزوات (جیسے بدر، احد، اور خندق) میں آپ ﷺ نے جغرافیائی فوائد کو بروئے کار لاتے ہوئے دفاعی حکمت عملی کا بہترین مظاہرہ کیا۔

---

21 الواقدی، کتاب المغازی، (لندن: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1966) جلد نمبر 04، صفحہ نمبر ۲۴
Al-Waqidi, Kitab al-Maghazi, ed. Marsden Jones (London: Oxford University Press, 1966) V.4 , P. 24

3. صلح حدیبیہ جیسے معاہدات کے ذریعے آپ ﷺ نے امن و امان قائم کیا اور اسلام کو پھیلنے کا موقع فراہم کیا۔ مدینہ میں آپ ﷺ نے معاہدات، داخلی امن و امان، اور اقتصادی استحکام کے ذریعے ایک پائیدار دفاعی نظام قائم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مختلف قبائل کے ساتھ معاہدات کر کے اتحاد قائم کیا، جس سے شہر کو بیرونی حملوں سے تحفظ ملا۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں داخلی امن و امان قائم کرنے کے لیے سخت قوانین نافذ کئے اور منافقین کے خلاف سخت اقدامات کئے۔

4. اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے زراعت، تجارت، اور صنعت کو بھی فروغ دے کر مدینہ کو معاشی خود کفالت فراہم کی۔ کیونکہ معاشی ترقی سے ہی معاشرہ خوشحال ہوتا ہے، امن و امان بحال ہوتا ہے جو دفاعی حکمتِ عملی کی کامیابی کے لیے کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔

سفارشات:

سیرتِ رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے اس تحقیق کی روشنی میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1. ملکِ پاکستان کو بھی اندرونی و بیرونی خطرات سے حفاظت، ترقی اور امن و خوشحالی کے لیے رسول اللہ ﷺ جیسی دفاعی حکمتِ عملی اختیار کرنی چاہیے۔

2. اس ضمن میں معاشی بہتری کے لیے پڑوسیوں اور غیر حربی ریاستوں کے ساتھ پُر امن تجارتی و سفارتی معاہدات کیے جائیں۔

3. حربی دستوں اور ریاستوں کے خلاف جدید ٹیکنالوجی کے حامل اسلحے، جہاز اور فائر جیٹ طیارے تیار کیے جائیں۔

4. عوام کو ضروری دفاعی و عسکری تربیت دی جائے تاکہ وہ ہنگامی صورتحال میں ملکی افواج اور امن قائم کرنے والے اداروں کے دست و بازو بن سکیں۔

5۔ دشمن ک ساتھ جنگ کی صورت میں نبوی جنگی ضابطہ اخلاق پر عمل کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)